مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم

درس حدیث

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۴۴، سائیڈ بی۔ ۸۳-۹-۹

الحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسّلام علی خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمّد وّآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ وَعَنْ حُبْشِیِّ بْنِ جُنَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِیٌّ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَلَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اٰخٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَصْحَابِہٖ فَجَاءَ عَلِیٌّ تَدْمَعُ عَیْنَاہُ فَقَالَ اٰخَیْتَ بَیْنَ اَصْحَابِکَ وَلَمْ تُوَاخِ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اَحَدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ [1]

ترجمہ :۔ "حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ علی رضؓ مجھ سے ہیں اور میں علی رضؓ سے ہوں نیز وہ (حضرت علی رضؓ)

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۴

تمام اہلِ ایمان کے دوست اور مددگار ہیں، حضرت حُبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی رضؓ مجھ سے ہیں اور میں علی رضؓ سے ہوں میری طرف سے (نبذ عہد کی ذمہ داری) کوئی ادا نہ کرے سوائے میرے اور علی رضؓ کے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم کرایا تو حضرت علی رضؓ اس حال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور عرض کیا کہ آپ نے اپنے صحابہ کے درمیان تو بھائی چارہ قائم فرما دیا، لیکن کسی سے میرا بھائی چارہ قائم نہیں کیا ! (یہ سُن کر) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اُن سے) فرمایا ! تم میرے بھائی ہو دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔"

حدیث شریف میں بہت ساری روایتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں گذریں ایک فضیلت یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام میں مواخات کرائی۔ بھائی چارہ سب کو بلا کر یہ فرمایا کہ یہ اِس کا بھائی یہ اِس کا بھائی، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ معاملہ کیا تو پھر حضرت علی رضؓ آئے اور اُن کی آنکھوں میں آنسو تھے، اُنھوں نے عرض کیا اٰخَیْتَ بَیْنَ اَصْحَابِکَ وَلَمْ تُوَاخِ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اَحَدٍ آپ نے اپنے تمام صحابہ کرام میں تو مواخات کرا دی ایک دوسرے کو بھائی بنا دیا مجھے کسی کا نہیں بنایا میرے ساتھ کسی کو بھائی نہیں بنایا تو ایک تو اللہ تعالیٰ جسے بھائی بنادے قدرتی اس کا درجہ تو سب سے بڑا ہے اور دوسرے درجہ میں وہ ہوتے ہیں کہ جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح سے بھائی بنا دیا ہو کہ اِن کا آپس کا تعلق بھی ایسے ہی ہوگیا جیسے بھائیوں کا ہوتا ہے، جب صحابہ کرام مدینہ منورہ پہنچے تو تمام چیزیں چھوٹ گئیں اپنے علاقہ سے اپنے وطن سے تین سو میل کے فاصلے پر دوسری جگہ پہنچے جو اجنبی جگہ تھی اپنے رشتہ دار سب چھوٹ گئے دوست احباب سب چھوٹ گئے اور آدمی کو تو ایسی صورت میں اپنا گھر وہ گلیاں سب یاد آتا ہے جہاں وہ رہتا رہا ہے تو اس صدمہ کو کم کرنے کے لیے یہ طریقہ اختیار فرمایا گیا، دوسری طرف آپ نے دیکھا کہ انصار یعنی اہلِ مدینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلسل جاں نثاری

کا معاملہ کر رہے ہیں تو آپ نے یہ طریقہ نکالا کہ اِن کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا، اب حضرت علیؓ آئے تو اُنھیں خاص طور پر احساس ہوا کہ میرا بھائی کون ہے ؟ تو عرض ـــــ کیا پھر جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ میں اور تم بس بھائی ہیں دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی داماد ہونے کا رشتہ یہ بعد کا ہے۔ اس سے بھی پہلے کا رشتہ تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہی تھا کہ چچازاد بھائی تھے تو فرمایا کہ بس میں اور تم یہ آخرت میں بھی اور دُنیا میں بھی بھائی ہیں۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے کچھ اُن کی خصوصیات بھی ذکر کیں۔ رواج اور رشتہ دونوں کے لحاظ سے، رواج کے لحاظ سے تو مثلاً یہ ہُوا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اعلان فرما رکھا تھا عَلِیٌّ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ کہ علیؓ میرے سگے ہیں اور مَیں علیؓ کا سگا ہوں۔ وَلَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ میری طرف سے لوگوں کو پیغام یا میں پہنچاؤں گا خود یا علیؓ پہنچائیں گے اُس زمانہ میں رواج یہ تھا کہ اگر معاہدہ کر لیا جاتا تو اس معاہدہ پر قائم رہنا ضروری ہوتا تھا۔ اُس معاہدہ کو بدلنا یا ہٹنا اگر کوئی چاہے تو اُس کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے خبر دی جاتی کہ ہم اس معاہدہ میں یہ تبدیلی کر رہے ہیں یا اس معاہدہ کو فلاں تاریخ کے بعد منسوخ کر دیں گے۔ وہ قبیلے کا سردار خود آکر اعلان کرے ورنہ دوسرا ذریعہ یہ ہوتا تھا کہ قبیلے کے سردار کا کوئی سگا رشتہ دار اعلان کرتا تھا تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مَیں خود اعلان کروں گا۔ جو بھی پیغام دینا ہُوا کسی قبیلے کو یا میری طرف سے علیؓ آئیں گے اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ۔

آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ مکرّمہ فتح کیا ہے۔ ۸ھ میں اُس کے بعد حج آیا ۹ھ کا تو ۹ھ کے حج میں امیرِ حج آپ نے بنایا ہے حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کو وہ روانہ ہو گئے بعد میں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی آئی اور اُس وحی کے تحت جو اعلان ضروری تھا کفّارِ مکّہ کو خبردار کرنا تھا تو وہ پیغام دینے کے لیے اور خبردار کرنے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے آواز آئی ایسی کہ جیسی جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُونٹنی کی آواز ہو تو کہتے ہیں کہ مَیں نے دیکھا مڑ کر تو یہ علیؓ ہیں یعنی پیچھے سے روانہ ہُوئے اور آملے راستہ میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے دریافت کیا کہ اَمِیْرٌ اَوْ

مَأْمُوْرٌ آپ امیر بنا کر بھیجے گئے ہیں میری جگہ پر تب تو میں ہٹ جاؤں معزول ہو جاؤں یا مامور ہیں کسی کام کے لیے بھیجا گیا ہے تو اُنھوں نے کہا بَلْ مَأْمُوْرٌ مجھے تو کسی کام کے لیے بھیجا گیا ہے، کام کیا ہے ؟ کام یہ ہے کہ یہ اعلان کرو اور وہ اعلان (اس وقت کے دستور کے مطابق نبی علیہ السّلام کی طرف سے) کرنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی اور کر نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ اعلان فرما رکھا تھا۔ اس لیے یا تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خود اعلان فرمائے یا آپ کا کوئی حقیقی رشتہ دار تو حقیقی رشتہ دار حضرت علی رضی اللہ عنہ بنتے تھے لہٰذا انہیں بھیجا گیا۔

تیسری فضیلت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی انہی حدیثوں میں جو آج (بیان) ہو رہی ہیں یہ ہے کہ کسی آدمی کو یہ اجازت نہیں ہے کہ ناپاکی کی حالت میں مسجد میں جائے سوائے میرے اور علی رضی اللہ عنہ کے کیونکہ وہ رہتے تھے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر میں تو گھر کا دروازہ جو مسجد کی طرف تھا اس کے راستے میں آتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی ضرورت کے لیے جانے کا راستہ مسجد ہی سے تھا اس لیے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک اپنی اور ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خصوصیّت رکھی ہے باقی کسی کی نہیں۔

اب ایسی خصوصیات جو ہیں اتنی تعداد میں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے ثابت ہو رہی ہیں باقی کسی کے لیے نہیں ہیں اس واسطے خصائصِ علی رضی اللہ عنہ پر بھی ایک کتاب لکھی گئی ہے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے مُحدِّث ہیں، نسائی شریف ان کی کتاب پڑھائی جاتی ہے اُنھوں نے ایک کتاب لکھی ہے۔ "خصائصِ علی رضی اللہ عنہ" اس میں ان کے مناقب ہیں اور حضرت سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو محبوب قرار دیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ ان سے محبت رکھنی چاہیے۔ اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ میں علی کا ہوں علی میرے ہیں اور وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ ہر مومن کے دوست ہیں ہر مومن کے محبوب ہیں چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں نزاع زیادہ رہا ہے اِس بناء پر انسان کو خیال غلط قسم کا بھی آسکتا ہے اُس کو روک دیا گیا کہ ایسی بات بالکل کبھی نہ کرنی چاہیے پہلے ہی سے پیش بندی جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کر دی کہ حالات کا تقاضا ہو گا۔ حالات اِس طرح کے ہوں گے اور وہ قدرتی چیز ہے جو

بقیہ بر صہ ۳۶

یہ صورت اور حقیقت دونوں شریعتِ مطہرہ کے دائرہ میں داخل ہیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سُنن اور آپ کے معنوی انوار سے ماخوذ ہیں۔ ایک صورتِ شریعت ہے، دوسری حقیقتِ شریعت۔

لہٰذا معدنِ جُملہ کمالات شریعتِ غرّا ہے۔ کوئی کمال ایسا نہیں جس کے لیے شریعتِ حقّہ کے ماسوا کسی اور کی ضرورت ہو۔

معرفتِ خداوندی جس پر کمالات کا مدار ہے۔ نیز معرفتِ خداوندی کی تکمیل اس پر موقوف ہے کہ درجۂ فنا حاصل ہو اور نفسِ انسانی مطمئن ہو جائے۔

پس اہلِ بصیرت عقلاء کا فرض ہے کہ اپنے نصب العین اور حاصلِ زندگی پر پوری طرح غور کریں جو اس دولت سے بہرور ہو جاتے اس کو مبارکباد اور ہزاروں تحسین و آفریں۔ بلاشبہ اُس نے اپنی پیدائش کے مقصود کو حاصل کر لیا اور نعمتِ خداوندی اس پر مکمّل ہو گئی اور اگر یہ دولت حاصل نہیں ہُوئی تو ضروری ہے کہ اس کی جستجو میں مشغول رہے۔ جہاں اُس کا سراغ معلوم ہو اس کی طرف دوڑے اور اس کو حاصل کرنے کی جدّ و جہد کرے۔

ترسم کہ یار با مانا آشنا بماند تا دامن قیامت ایں غم بما نماند

(مکتوب ۶۴ مکتوبات خواجہ محمد معصوم ج ۱ ص ۱۱۶)[1]

⊛*⊛

بقیہ : درسِ حدیث

پیش آئی ہے اُس میں ان کے قصور کو دخل نہیں ہو گا۔ قدرتی طور پر حالات بس سے باہر ہو نگے ایسی چیزیں پیش آ جائیں گی، جن کا قصور ہو گا وہ اور لوگ ہیں ان کی وجہ سے فساد اِن تک پہنچ گیا یہ الگ بات ہے، لیکن یہ حضرات جو جو صحابہ کرام ہیں اِن سب کو قدر کی اور محبّت کی نظر سے ہی دیکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں اِن کا ساتھ عطا فرمائے۔ (آمین)

[1] علماءِ ہند کا شاندار ماضی ج ۱ ص ۲۶۵ تا ۲۷۰